Majallah-yi Talim o Tahqiq

مجلہ تعلیم و تحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem, Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم ،ایچ۔۱۵،اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, ISSN (Online): 2618-1363

Issue 3, Vo ,July- September,2025

شمارہ ۳، جلد ۷، جولائی— ستمبر، ۲۰۲۵

جمع وکتابتِ قرآن: عہدِ نبوی کی روایات، نولدیکے کے نظریات اور جدید محققین (2020–2025) کا تقابلی مطالعہ

Dr. Sabah Naz[1]

Abstract

The compilation of the Qur’an has been one of the most debated topics in Islamic history, with differing opinions on when and how it was collected. Some scholars argue that the Qur’an was compiled during the lifetime of Prophet Muhammad ﷺ under his supervision, while others believe that this process took place after his passing, particularly during the caliphates of Abu Bakr or Uthman. Orientalists have also contributed to this discourse, among whom the German orientalist Theodor Nöldeke is particularly noteworthy.

In his doctoral dissertation, The History of the Qur’an, Nöldeke examined the origins of the Qur’an, its gradual revelation, and the process of its compilation. He asserted that the Qur’an was not systematically compiled during the Prophet’s lifetime but rather in later periods. He also discussed the role of Ali ibn Abi Talib, the standardization of the Qur’anic text, and the stages of its oral and written collection.

This study critically examines Theodor Nöldeke’s views on the compilation of the Qur’an, analyzing his historical methodology, scholarly arguments, and orientalist perspective. The research further assesses the credibility of his claims in light of Islamic historical sources, while also incorporating the views of modern scholars (2020–2025) who have revisited the subject with fresh methodologies and critical insights. Moreover, the study highlights the historical process of Qur’anic writing during the Prophet’s lifetime, the arrangement of verses and chapters under divine guidance, and the broader implications of these findings for understanding the authenticity and preservation of the Qur’an.

Keywords: *Compilation of the Qur’an, Theodor Nöldeke, Orientalists, History of the Qur’an, Standardization of the Qur’anic Text, Modern scholarship.*

[1] - Lecturer , NUML University, Islamabad Email: sabah.naz@numl.edu.pk

موضوع کا تعارف:

قرآن کی تاریخ میں اہم اور بنیادی موضوعات میں سے ایک "جمع قرآن" ہے، جس کے بارے میں مسلم علماء اور محققین کے درمیان مختلف آراء ملتی ہیں۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ قرآن کو خود نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں اور انہی کے حکم سے جمع کیا گیا تھا، جبکہ کچھ دیگر کا خیال ہے کہ یہ کام رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکرؓ یا حضرت عثمانؓ کے دور میں تکمیل کو پہنچا۔

اس موضوع پر مستشرقین نے بھی بڑی توجہ دی، خصوصاً جرمن مستشرق تھیوڈور نولدیکے (Theodor Nöldeke) نے، جنہوں نے اپنی پی ایچ ڈی کی تحقیق تاریخ القرآن (Geschichte des Qorans) میں قرآن کے اصل، اس کے جمع ہونے اور متن کی تشکیل کے بارے میں مختلف آراء پیش کیں۔ نولدیکے قرآن کو وحیِ الٰہی کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک "انسانی اور ثقافتی پیداوار" سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک نبی اکرم ﷺ ایک "Oriental visionary" تھے جن کی نفسیاتی و جذباتی کیفیت اور عرب کے سماجی و مذہبی حالات نے قرآن کے متن کو جنم دیا۔ مزید یہ کہ وہ قرآن کو یہودی و عیسائی مآخذ سے ماخوذ قرار دیتے ہیں اور بعض قرآنی پہلوؤں، جیسے حروفِ مقطعات، کو محض "تدوینی علامات" سمجھتے ہیں نہ کہ وحی کا حصہ۔

تاہم 2020 تا 2025 کے دوران شائع ہونے والی متعدد جدید تحقیقات نے نولدیکے کی ان آراء کا تفصیلی اور تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ ان میں سے کچھ مطالعات نے ان کے "بائبلی ماخذ" کے دعوے میں اندرونی تضادات کو نمایاں کیا، جبکہ ایک اور تحقیق نے حروفِ مقطعات کے بارے میں ان کے موقف کو مسترد کرتے ہوئے انہیں قرآن کا لازمی اور اصلی حصہ قرار دیا۔ اسی طرح بعض دیگر تحقیقات نے واضح کیا کہ نولدیکے کا طریقۂ کار جانبدارانہ ہے، کیونکہ انہوں نے روایتی مسلم علمی سرمایہ اور تاریخی شواہد کو خاطر خواہ اہمیت نہیں دی۔

اس آرٹیکل میں ہم نولدیکے کی انہی آراء کا تنقیدی مطالعہ کریں گے، جن میں نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں قرآن کے جمع نہ ہونے کا تصور، جمعِ قرآن میں حضرت علیؓ کا کردار، قرآن کے جمع ہونے کا وقت، اور مصاحف کو ایک شکل میں مرتب کرنے کے حوالے سے ان کے خیالات شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم جدید مطالعات (2020–2025)[2] کی روشنی میں ان کے موقف پر ہونے والی تنقیدات، داخلی تضادات، اور مسلم علمی روایت کے جوابی دلائل کا بھی جائزہ لیں گے۔ آخر میں "جمعِ قرآن" کے مفہوم، اس سے متعلق مختلف آراء، اور کتابتِ قرآن کی کیفیت پر روشنی ڈالی جائے گی۔

تھیوڈور نولدیکے کا تعارف:

تھیوڈور نولدیکے 2 نومبر 1836 کو جرمنی کے شہر ٹوبنگن میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ٹوبنگن یونیورسٹی سے حاصل کی، جہاں انہوں نے کلاسیکی زبانوں، تاریخ، اور مشرقی علوم میں مہارت حاصل کی۔ بعد ازاں، انہوں نے برلن یونیورسٹی میں بھی تعلیم حاصل کی۔

نولدیکے نے اپنے کیریئر کا آغاز مستشرقین کے شعبے سے کیا اور عربی، فارسی، اور اسلامی علوم پر تحقیق کی۔ انہوں نے برلن یونیورسٹی میں

[2] Abdulrehman Omar Mohammad Spendari. 2022. "نولدكه ودعوى الأصل الكتابي للقرآن الكريم، قراءة نقدية: NÖLDEKE'S CLAIM OF THE BIBLICAL ORIGINS OF QUR'AN: A CRITICAL STUDY". Maʿālim Al-Qurʾān Wa Al-Sunnah 18 (1):184-209.

Naheed, Iqra. "تھیوڈور نولڈیکے کے نزدیک قرآنی ذرائع اور ان کا رد؛ ایک اختصاصی مطالعہ". Islamic Studies Research Journal Abḥāth (2025)

Saeed, Riaz Ahmad and Muhammad Khubaib. "متنِ قرآن کریم پر تھیوڈور نولڈیکے کے اعتراضات: جرمن تحریکِ استشراق کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ". *Journal of Islamic and Religious Studies* (2020):

Sumera Rabia, and S. Sadia. "An Analytical Study of Nodleke and Atto Loth's Thoughts about Mystical Letters." *Al-Milal: Journal of Religion and Thought*, 2020.

مشرقی زبانوں کے استاد کے طور پر خدمات انجام دیں اور مستشرقین کے میدان میں اپنا نام پیدا کیا۔[3]

نولدیکے کا سب سے اہم کام "تاریخِ قرآن"(History of the Qur'an) ہے، جس میں انہوں نے قرآن کے نزول، جمع اور تدوین کے مراحل پر تفصیل سے بحث کی۔ اس کے علاوہ، انہوں نے "مشرق کی تاریخ"(The History of the Orient) اور "سیریا کی تاریخ"(History of Syria) جیسے اہم موضوعات پر بھی تحقیق کی۔ تھیوڈور نولدیکے 25 دسمبر 1930 کو برلن میں وفات پا گئے۔[4]

تھیوڈور نولدیکے کی اہم تصنیفات:

نولدیکے نے علمی اور عام فہم دونوں اسالیب میں مہارت حاصل کی تھی، اور ان کے اہم کاموں میں " The Life of Muhammad" اور "The Origin and Structure of the Quranic Surahs " شامل ہیں، جو انہوں نے اپنی ڈاکٹریٹ کے عنوان کے طور پر لاطینی زبان میں تحریر کی تھی۔ ان کے دیگر اہم کاموں میں "فارسی تاریخ پر مقالات" اور "سامی زبانوں پر مقالات" بھی شامل ہیں۔ نولدیکے نے اپنی طویل عمر میں تقریباً چوبیس کتابیں چھوڑی ہیں۔

مستشرق "بیکر" نے نولدیکے کے کاموں کی ایک مکمل فہرست تیار کی، جس میں 700 سے زائد عنوانات شامل ہیں، اور یہ فہرست 1932 میں "مجلس اسلام" میں شائع ہوئی۔

معجم العربی سے متعلق: نولدیکے نے اپنی ذاتی یادداشتوں میں "جیورج فیلیلم فریٹاج"(1788-1861) کے معجم سے بہت زیادہ مثالیں درج کیں، جو کہ لاطینی زبان میں چار جلدوں پر مشتمل ایک معجم تھا اور (ہالہ) میں شائع ہوا۔ بعد میں "یورگ کرائمر" نے ان وسائل کا مطالعہ کیا جو نولدکہ نے درج کیے تھے اور انہیں (عربی فصیح زبان کے استشہادی معجم) کے نام سے 1952 سے 1954 کے درمیان شائع کیا۔[5]

عرب شاعری اور ادب سے متعلق:

1. اُن کی تحلیلی مہارت کا مظاہرہ ان کی کتاب "منتخبات من الشعر العربي القديم" میں ہوتا ہے، جو انہوں نے تدریسی ضروریات کے تحت تصنیف کی۔ یہ ایک انتہائی وقیع انتخاب ہے، جس میں بنو امیہ کے دور کے اختتام تک کا عربی شاعری کا وافر مواد شامل ہے۔ "اوگسٹ مولر" نے اس کتاب کے لیے ایک معجم بھی مرتب کیا ہے۔
2. نولدکہ نے 1863 میں عروہ بن الورد کے قصائد کو شائع کیا، ان کا ترجمہ کیا اور ان کی شرح لکھی۔
3. انہوں نے ابن قتیبہ کی کتاب کے مقدمے کا ترجمہ کیا، جو "دراسات لمعرفة شعر قدماء العرب" میں 1864 میں شامل کیا گیا۔
4. انہوں نے پانچ معلقات کا ترجمہ اور شرح 1899 سے 1901 کے درمیان مکمل کی۔

---

[3] محمد ابو القاسم الحضيري: المستشر ق نولدكه وسر اهتمامه بالقرآن ومصادره ، مجلة كليات التربية، العدد 22 ،(كلية القانون والشريعة، جامعة نالوت، جولائی، 2021 ء)، ص 402 .

[4] عبد السلام البكارى ،الصدى بوعلام: الشبه الاستشراقية في كتاب مدخل الى القرآن الكريم للدكتور محمد عابد الجابرى رؤية نقدية ،(الدار العربية للعلوم، بيروت، 2009 ء)،ص 3

[5] حسن على حسن الهاشمى: قراءة نقدية في (تاريخ القرآن) للمستشرق تيودور نولدكه،ط1 ، دار الكفيل للطباعة والنشر والتوزيع، 2016 ، ص - 102 .

5. اپنی کتاب "مختارات من الشعر العربي" میں انہوں نے عربی شاعری کے ایک شاندار انتخاب کو یکجا کیا، جو تدریسی مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا۔ یہ کتاب آج بھی مستعمل ہے، اور اسے 1890 میں شائع کیا گیا تھا، جبکہ اس کے نئے ایڈیشن 1933 اور 1961 میں شائع ہوئے۔[6]

نحو پر تصنیفات:

تھیوڈور نولدکہ کے نمایاں نحوی کاموں کا مقصد لسانی مسلمات کا گہرے تنقیدی تجزیے اور وسیع علمی فہم کی بنیاد پر مطالعہ کرنا تھا۔ ان کے عظیم الشان نحوی مطالعے (1875) میں وافر تقابلی لسانی مواد بھی شامل ہے۔ علاوہ ازیں، انہوں نے 1904 میں علم اللغات السامیۃ پر بھی تحقیقی مطالعات شائع کیے۔

سیرت نبوی ﷺ اور تاریخ اسلام سے متعلق تصنیفات:

نولدکہ نے سیرتِ نبوی ﷺ کے موضوع پر "حیاتِ محمد" کے عنوان سے 1863 میں ایک کتاب لکھی، جسے ایک علمی اور تحقیقی تاریخی مطالعے کا مثالی نمونہ قرار دیا گیا۔ یہ کتاب معتبر تاریخی ذرائع پر مبنی تھی اور عام قارئین کے لیے بھی قابلِ فہم تھی۔

تاریخِ اسلام کے میدان میں، انہوں نے طبری کی تاریخ کی لیدن ایڈیشن میں ساسانیوں سے متعلق حصے کی تدوین میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے "تاریخ الفرس والعرب في عصر الساسانيين" کے عنوان سے 1879 میں اس کا جرمن ترجمہ بھی شائع کیا۔[7]

تھیوڈور نولڈیکے کی تحریروں میں قرآن:

سنہ 1095ء میں جب صلیبی جنگیں شروع ہوئیں تو مغرب کی مشرق میں دلچسپی بڑھنے لگی۔ مغربی مفکرین اور محققین نے اسلامی ثقافت اور قرآن کا مطالعہ شروع کیا اور اسلامی و قرآنی افکار کے ترجمے اور منتقلی پر اپنی توجہ مرکوز کی۔

وہ مغربی مفکرین اور علما جو قرآنی مطالعات میں مشغول رہے، انہیں دو گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

1. وہ لوگ جن کے دل میں حق کے خلاف کوئی تعصب یا دشمنی نہیں تھی اور جن کا مقصد صرف حقیقت کی جستجو تھا، اگرچہ بعض اوقات وہ غلطیوں کا شکار بھی ہو جاتے تھے۔ اس کی مثال فرانسیسی مستشرق لیوماسینیون ہے، جس نے "سلمان پاک" اور "مصائب الحلاج" جیسی کتابیں تصنیف کیں۔ اسی طرح ایک اور فرانسیسی مستشرق ہنری کوربان بھی قابلِ ذکر ہے، جس نے کئی قیمتی تصنیفات پیش کیں۔
2. وہ مستشرقین جن کے مطالعے مخصوص مقاصد اور نظریاتی اہداف پر مبنی تھے، جیسے جرمن مستشرق تھیوڈور نولدیکے۔ اس کی مشہور ترین تصنیف "تاریخ القرآن" (Geschichte des Qorans) ہے، جو بعد میں مغربی استشراقی قرآنی مطالعات کی بنیاد بنی۔ نولدیکے نے اپنی جوانی میں، 1856ء میں، جمع و تدوینِ قرآن پر اپنی پی ایچ ڈی کا مقالہ تحریر کیا۔[8]

---

[6] رودی بارت، الدراسات العربية في الجامعة الألمانية المستشرقون الألمان منذ تيودور نولدكه ترجمة مصطفى ، ماهر ، (المركز القومي للترجمة ، القاهرة ، - 2011ء،)، ص78۔

[7] مالك حسين شعبان حسن: القرءات القرآنية والرسم العثماني للمستشرق الألماني نولدكه، عرض ونقد ، (الدار الأثرية للطباعة والنشر والتوزيع، عمان، الأردن، 2014 ،)ص - 115 – 120۔

[8] یہ دراصل اس کی پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جس کا عنوان "De origine et compositione surarum Qorani" ("قرآن کی سورتوں کی اصل اور ساخت")، یہ کام بعد میں اس کی باثر کتاب (The History of the Quran) کی بنیاد بنا، جو 1860 میں شائع ہوئی۔

بعد میں، 1898ء میں، جب ناشر نے اس کتاب کی دوسری اشاعت کی تجویز دی، تو نولدیکے خود اس میں ضروری ترامیم نہیں کر سکا۔ چنانچہ اس نے یہ کام اپنے شاگرد اور دوست فریڈریش شوالی (Fredrish Schwally) کے سپرد کر دیا۔

مختلف وجوہات کی بنا پر اس دوسری ترمیم میں کافی وقت لگا، اور بالآخر 1909ء میں پہلا حصہ شائع ہوا، جبکہ دوسرا حصہ 1919ء میں شائع کیا گیا۔ بعد میں، برگشٹریسر (Bergsträßer) اور اوٹو پریٹزل (Otto Pretzl) نے اس کتاب میں تیسرا حصہ شامل کیا، جو 1938ء میں شائع ہوا۔[9]

یہ کتاب اپنی مکمل صورت میں تین حصوں پر مشتمل ہے، جن کی ترتیب درج ذیل ہے:

پہلا حصہ نولدیکے نے خود تحریر کیا، جس میں وحی، قرآن کے مصادر اور اس کے سابقہ الہامی کتابوں سے اثر پذیری پر بحث کی گئی ہے۔

دوسرا حصہ جمعِ قرآن کے مباحث پر مشتمل ہے۔

تیسرا اور آخری حصہ قراءاتِ قرآن اور رسم الخط کے مطالعے پر مرکوز ہے۔

نولدیکے کی آراء جمعِ قرآن کے متعلق بعض غیر مستند ذرائع یا اس کے ذاتی نظریات پر مبنی ہیں، جو قرآن کے غیر سماوی ہونے کے تصور سے جڑے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ محققین نے اس کے نظریات اور آرا کا گہرائی سے مطالعہ اور تنقید کی ہے۔

نولدیکے کا کہنا ہے کہ:

"ألّا يكون القرآن قد جُمع كاملاً في أيام النبي ... أمر بديهي"[10]-یہ بدیہی بات ہے کہ قرآن نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں مکمل طور پر جمع نہیں ہوا تھا۔

لیکن بعض مسلم علماء، جیسے آیت اللہ العظمیٰ سید خوئی، کے مطابق قرآن مکمل طور پر رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ہی جمع ہو چکا تھا۔ البتہ، جو لوگ یہ رائے رکھتے ہیں کہ قرآن نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد جمع کیا گیا، وہ بھی اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کی تمام آیات اور سورتیں آپ ﷺ کے عہد میں موجود تھیں اور ہر سورت الگ اور واضح تھی، جس میں کسی قسم کی خلط ملط یا اشتباہ ممکن نہیں تھا۔[11] البتہ، وہ ایک مصحف کی صورت میں بین الدفتین جمع نہیں کی گئی تھی، اور یہ کام آپ ﷺ کی وفات کے بعد مکمل ہوا۔

یہ حیرت کی بات ہے کہ نولدیکے اس مسئلے کو "بدیہی" قرار دیتا ہے، جبکہ اسے کم از کم یہ وضاحت کرنی چاہیے تھی کہ اس کے نزدیک "جمعِ قرآن" کا مطلب کیا ہے، کیا وہ اسے ایک مصحف میں مدون کرنے کے معنی میں لے رہا ہے؟ نیز، اگر وہ اپنی رائے کو بدیہی سمجھتا ہے، تو اسے کم از کم کچھ مستند تاریخی شواہد بھی پیش کرنے چاہیے تھے جو اس کے دعوے کی تائید کرتے۔[12]

نولدیکے پر تنقید اور جدید تحقیق

یہ امر قابلِ تنقید ہے کہ نولدیکے نے اپنے مؤقف کو "بدیہی" قرار دیا لیکن نہ تو اس نے "جمعِ قرآن" کے مفہوم کی وضاحت کی اور نہ ہی معتبر تاریخی دلائل فراہم کیے۔ اسی بنا پر جدید محققین نے اس پر اعتراض کیا کہ وہ قرآنی تاریخ کو یک رخی انداز سے دیکھتا ہے۔

مزید برآں، نولدیکے کے نظریات نے بعد کے مستشرقین کو گہرے طور پر متاثر کیا، لیکن جدید اسکالرز (2000–2025) نے واضح

[9] رضامحمد الدقيقى ، الوحي إلى محمد بين الإنكار والتفسير النفسي ، (دار الميمان ، للنشر والتوزيع، قطر ، 2009 ء)،ص23۔

[10] تاريخ القرآن، تيودور نولدكه، (دار نشر جورج ألمز)، ترجمة: جورج تامر بالتعاون مع السيدة عبلة معلوف، ط1، بيروت، 2004ء)،ص240

[11] تاريخ القرآن، معرفت، محمد بادى، ص 24۔

[12] السيد أبو القاسم الخوئي ، البيان في تفسير القرآن، ص247 .256؛ آلاء الرحمن، البلاغي، محمد جواد،ج1 ، ص52۔

کیا ہے کہ نولدیکے نے قرآنی جمع وتدوین کو صرف تاریخی وادبی تناظر میں دیکھا، وحی کے پہلو کو نظرانداز کرتے ہوئے۔ آج کے محققین کا رجحان زیادہ متوازن ہے، جو مسلم مصادر، قرآنی نصوص اور تاریخی سیاق کو ساتھ ملا کر دیکھتے ہیں۔[13]

حضرت علی کے جمع قرآن سے متعلق نولدیکے کا موقف اور اس کا جائزہ:

نولدیکے حضرت علی بن ابی طالبؓ کے بارے میں مختلف روایات کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"إنّ عليّ بن أبي طالب كان وراء جمع القرآن. وبناءً على إحدى الروايات فقد قام بهذا والنبي كان لايزال على قيد الحياة .. ويضع آخرون هذه العملية بعد موت محمد ويجعلون القسم على لسان علي لكي يأخذ الكرامة من أبي بكر ... فقرّر أن يدوّن القرآن من الذاكرة، فقام بذلك في ثلاثة أيام"[14]-یعنی بعض روایات کے مطابق، علیؓ نے قرآن کو نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی جمع کیا، جبکہ دیگر روایات کے مطابق یہ کام آپؓ نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد کیا۔ نولدیکے کا دعویٰ ہے کہ حضرت علیؓ کی نسبت سے بیان کی جانے والی یہ روایات درحقیقت ابوبکرؓ کی فضیلت کو کم کرنے کے لیے گھڑی گئی ہیں اور اس کا ماخذ شیعی تفاسیر اور ایسی سنی تاریخی کتب ہیں جو شیعی اثرات رکھتی ہیں۔

نولدیکے ایک طرف یہ امکان تسلیم کرتا ہے کہ قرآن کے مختلف نسخے موجود ہو سکتے تھے، مگر جب حضرت علیؓ کے قرآن جمع کرنے کی روایت آتی ہے تو اسے مکمل طور پر رد کر دیتا ہے، جو اس کے مؤقف میں تضاد کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح کسی بھی شے کو محض اس لیے رد کر دینا کہ یہ ایک خاص مکتب فکر کی جانب منسوب ہے، اس لیے قابل تردید ہے، بالکل بھی تحقیقی اسلوب نہیں ہے۔

ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ:

" ليس من المستبعد لا بل يرجّح أن يكون هناك فضلاً عن المجموعات القرآنية الشهيرة التي تحدّثنا عنها، نسخ أخرى لم تحظ بشهرة كبيرة، ولذلك لم تترك اثرها في المصادر. أما أن يقال مثلاً: إنّ بعض رفاق النبي كعلي قد رتبوا السور زمنياً، فرواية لاتستحق التصديق.. هذا إذا لم يكن القيام بهذا الترتيب مستحيلاً .. ولا ينبغي أن ننسى أنّ كلّ الروايات التي تتحدّث عن علي كجامع للقرآن ومحرّر له تخضع للشك بأنها من اختلاق الشيعة"[15]-یہ بعید نہیں، بلکہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ ان مشہور قرآنی مجموعوں کے علاوہ، کچھ اور نسخے بھی موجود تھے جو زیادہ شہرت حاصل نہ کر سکے، اس لیے ان کا کوئی اثر تاریخی مصادر میں نہیں ملا۔ لیکن

[13] Abdulrehman Omar Mohammad Spendari. 2022. "نولدكه ودعوى الأصل الكتابي للقرآن الكريم، قراءة نقدية: NÖLDEKE'S CLAIM OF THE BIBLICAL ORIGINS OF QUR'AN: A CRITICAL STUDY". Maʿālim Al-Qurʾān Wa Al-Sunnah 18 (1):184-209.

Naheed, Iqra. "تھیوڈور نولڈیکے کے نزدیک قرآنی ذرائع اور ان کا رد؛ ایک اختصاصی مطالعہ." Islamic Studies Research Journal Abḥāth (2025): n. pag.

Saeed, Riaz Ahmad and Muhammad Khubaib. "متنِ قرآن کریم پر تھیوڈور نولڈیکے کے اعتراضات: جرمن تحریکِ استشراق کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ." *Journal of Islamic and Religious Studies* (2020): n. pag.

Sumera Rabia, and S. Sadia. "An Analytical Study of Nodleke and Atto Loth's Thoughts about Mystical Letters." *Al-Milal: Journal of Religion and Thought*, 2020.

[14] تاریخ القرآن، نولدیکے، تعریب: جورج تامر، ص243-244۔

[15] ایضا، ص278۔

اگر یہ کہا جائے کہ نبی کے بعض ساتھیوں، جیسے علی، نے سورتوں کو زمانی ترتیب میں رکھا، تو یہ روایت یقین کے لائق نہیں... اگر یہ کام کرنا ممکن نہ بھی ہو، تب بھی اس کی صحت پر شبہ ہے۔ ہمیں نہیں بھولنا چاہیے کہ علی کے قرآن کے جامع اور مرتب ہونے سے متعلق تمام روایات شیعہ اختراع کے دائرے میں آتی ہیں۔"

یہاں نولدیکے کے مؤقف میں ایک نمایاں تضاد سامنے آتا ہے۔ وہ ایک طرف یہ تسلیم کرتا ہے کہ مختلف "قرآنی مجموعے" موجود رہے ہوں گے، اور یہ بھی امکان بیان کرتا ہے کہ ان میں سے کچھ نسخے زیادہ شہرت حاصل نہ کر سکے، لیکن جب حضرت علیؓ کی روایت سامنے آتی ہے تو اسے مکمل طور پر رد کر دیتا ہے۔ یہ رویہ اس بات کا ثبوت ہے کہ نولدیکے کا منہج غیر متوازن اور تعصّب پر مبنی ہے۔ جیسا کہ جدید تحقیقی مطالعے (2020–2025) نے بھی نشاندہی کی ہے، نولدیکے نے شیعی ماخذات اور ان سے متاثر سنی تاریخی متون کو یکسر ناقابلِ اعتماد قرار دے دیا، لیکن مسلم روایتی مآخذ، جیسے الفہرست لابن الندیم،[16] الاتقان للسیوطي،[17] الطبقات الکبری لابن سعد،[18] کتاب المصاحف لابن أبي داود،[19] الاستیعاب لابن عبدالبر،[20] اور المفاتیح للشہرستاني[21] میں حضرت علیؓ کے مصحف کا ذکر کرنے والی روایات کو اس نے نظرانداز کر دیا۔

مزید برآں، جدید مطالعات نے یہ نکتہ بھی واضح کیا ہے کہ نولدیکے کا طریقِ کار "میکانیکی ردّ و قبول" پر مبنی ہے، یعنی وہ جس روایت کو اپنے نظریے کے خلاف پاتا ہے اسے فوراً "فرقہ وارانہ اختراع" قرار دے دیتا ہے، جبکہ اس کے حق میں شواہد یا متون کو علمی طور پر پرکھنے کی زحمت نہیں کرتا۔ یہی تضاد اس کے اس دعوے میں بھی نمایاں ہے کہ "سورتوں کی زمانی ترتیب" حضرت علیؓ نے نہیں کی ہوگی، کیونکہ یہ "ناممکن" ہے۔ حالانکہ وہی نولدیکے اس بات کا امکان مان رہا ہے کہ دیگر غیر مشہور قرآنی نسخے موجود ہو سکتے تھے۔

لہٰذا حضرت علیؓ کے جمع قرآن کی روایت کو یکسر "شیعی اختراع" کہہ کر رد کر دینا تحقیقی انصاف کے خلاف ہے۔ یہ روایت محض شیعی ماخذات ہی نہیں بلکہ معتبر سنی مصادر میں بھی موجود ہے۔ اس پر تنقید کرنے والے جدید محققین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ نولدیکے نے اپنے استشراقی منہج میں مسلم روایات اور روایتی علومِ قرآن کے ساتھ بامعنی تعامل نہیں کیا، بلکہ صرف اپنے نظریاتی مفروضے کو مقدم رکھا۔

قرآن کے جمع کی روایات سے متعلق لکھتا ہے کہ:

"عند المسلمين كما رأينا ثلاثة آراء مختلفة حول نشوء المجموعة القرآنية الأولى: بحسب الرأي الأول .. تمّ هذا الجمع في أيام أبي بكر. وبحسب الثاني في أيام عمر. أما بحسب الرأي الثالث فقد بدأ العمل في أيام أبي بكر وانتهى في أيام عثمان."[22]۔ مسلمانوں کے درمیان جیسا کہ ہم نے دیکھا، قرآن کے ابتدائی مجموعے کے حوالے سے تین مختلف آراء ہیں: پہلی رائے کے مطابق یہ جمع ابو بکر کے دور میں ہوا، دوسری رائے کے مطابق یہ عمر کے دور میں ہوا، اور تیسری رائے کے مطابق اس کا آغاز ابو بکر کے دور میں ہوا اور عثمان کے دور میں مکمل ہوا۔"

افسوس کی بات ہے کہ نولدیکے یہاں بھی غلطی کر گئے ہیں؛ کیونکہ انہوں نے اس میدان میں دیگر آراء اور اقوال کو نظرانداز کر دیا ہے۔

[16] ابن النديم، الفهرست، ص31-32۔

[17] السيوطي، الاتقان، ج1 ، ص57۔

[18] محمد بن سعد، الطبقات الكبرى، ج2 ، ص338۔

[19] السجستاني، ابن أبي داود، المصاحف، ص 16۔

[20] ابن عبد البر، الاستيعاب في معرفة الأصحاب، القسم الثالث، ص974۔ .

[21] الشهرستاني، عبد الكريم، مفاتيح الأسرار ومصابيح الأنوار، ج1 ، ص121۔

[22] تاريخ القرآن، نولدكه، تعريب: جورج تامر، ص252۔

ان میں سے ایک نظریہ جو نولدیکے نے نظرانداز کیا، وہ یہ ہے کہ قرآن کو نبی اکرم کے دور میں اور ان کے حکم و نگرانی میں جمع کیا گیا۔ اس قول کے حامیوں میں علامہ شیخ محمد جواد البلاغی[23] اور آیت اللہ سید ابوالقاسم خوئی شامل ہیں،[24] جنہوں نے اس رائے کو اختیار کیا۔ نولدیکے کو کم از کم رسول اللہ کے دور میں قرآن کے جمع کے بعض مراحل کو تسلیم کرنا چاہیے تھا، کیونکہ علامہ سیوطی نے الاتقان میں قرآن کے جمع کے تین مراحل ذکر کیے ہیں،[25] اور انہوں نے پہلے مرحلے کو رسول اللہ کے دور سے جوڑا ہے۔ کیا نولدیکے نے الاتقان میں موجود اس رائے کو بھی نظرانداز کر دیا؟

اس کے علاوہ، قرآن نبی اکرم کے دور میں بکھرا ہوا اور غیر منظم طور پر مختلف صفحات پر نہیں تھا، جس پر آگے بحث کی جائے گی۔

مزید لکھتے ہیں کہ:

"يمكن تحديد أوقات هذه الأحداث [توحيد المصاحف] على نحو تقريبي. تؤرّخ الحملات المذكورة عادة في السنة الثلاثين للهجرة. غير أنّ علاقتها بما يأتي على ذكره المؤرّخون من معارك أخرى حصلت في المنطقة نفسها، ومع الأشخاص أنفسهم غير واضحة"[26]-ان واقعات (مصحفوں کے یکسانیت کی کوشش) کا وقت تقریباً متعین کیا جا سکتا ہے۔ یہ مہمات عام طور پر ہجرت کے تیسویں سال کی ہیں۔ تاہم، ان کا تعلق ان معرکوں سے جن کا مورخین نے ذکر کیا ہے جو ایک ہی خطے میں اور ایک ہی لوگوں کے ساتھ ہوئیں، غیر واضح ہے۔"

موصوف کا یہ دعویٰ بھی درست نہیں ہے؛ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اکثر مورخین اس واقعے کو سال 30 ہجری کے قریب قرار دیتے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ بعض مورخین اسے 25 ہجری، یعنی خلافت ابو بکر کے دوسرے سال سے جوڑتے ہیں، اور کچھ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ یہ عمل 30 ہجری میں شروع ہوا۔[27] مگر نولدیکے نے ان کے دعوے کی کوئی دلیل پیش نہیں کی۔

جمع قرآن کے واقعہ سے متعلق نولدیکے کی اس رائے کا جواب:

نولدیکے نے جس بنا پر یہ کہا ہے کہ اس واقعہ کی تاریخ 30 ہے وہ دراصل ابن اثیر کی روایت ہے۔ لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے، جس کی درج ذیل وجوہات ہیں:

پہلی وجہ: ابومخنف کی روایت کے مطابق، یہ واقعہ 24 ہجری میں ہوا تھا۔[28]

دوسری وجہ: سعید کو 30 ہجری میں کوفہ کا گورنر مقرر کیا گیا تھا، اور وہ اس وقت طبرستان کی مہم کے لیے تیار ہو رہے تھے۔ اس مہم میں ابن عباس اور حذیفہ بھی ان کے ساتھ تھے، اور سعید 34 ہجری تک مدینہ واپس نہیں آیا۔ چونکہ سعید کو مصاحف کے یکسانیت کے عمل میں شامل سمجھا جاتا ہے، اگر ہم اس منصوبے کا آغاز 30 ہجری سے کریں تو ہمیں بعد کے واقعات کے ساتھ ہم آہنگی میں مشکل پیش آئے گی۔[29]

تیسری وجہ: ابن ابی داؤد نے مصعب یا سعد سے روایت نقل کی ہے کہ عثمان نے قرآن کو جمع کرنے کے وقت لوگوں سے کہا: "رسول اللہ کی وفات کو پندرہ سال ہو چکے ہیں، اور تم لوگ قرآن میں اختلاف کر چکے ہو۔"[30] اس بات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مصاحف کے یکسانیت کا

---

[23] البلاغي، محمد جواد، آلاء الرحمن، ج1، ص52۔

[24] الخوئي، أبو القاسم، البيان في تفسير القرآن، ص237-257۔

[25] السيوطي، الاتقان، ج1 ص، 194-195۔

[26] تاريخ القرآن، نولدكه، تعريب: جورج تامر، ج2، ص280۔

[27] العسقلاني، ابن حجر، فتح الباري بشرح صحيح البخاري، ج9، ص15۔

[28] الطبري، تاريخ الطبري، ج4، ص246۔

[29] ايضا، ص155۔

[30] السجستاني، عبد الله بن أبي داود، المصاحف، ص 24۔

منصوبہ 25 ہجری میں شروع ہوا تھا، کیونکہ رسول اللہ کی وفات 11 ہجری کے آغاز میں ہوئی تھی۔

نولدیکے کی بعض عبارتوں سے ہم نے یہ جان لیا کہ ان سے جو سب سے بڑی غلطی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے جمع قرآن کا مفہوم سمجھا ہے اور نہ اس کو جاننے کی کوشش کی ہے۔ ذیل میں جمع قرآن کا مفہوم تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے تاکہ غلطی کی بنیاد اور اس موضوع کی حقیقت واضح ہو سکے۔

جمعِ قرآن کا مفہوم:

"جمع القرآن" کے دو معنی بیان کیے گئے ہیں:

پہلا معنی: قرآن کو ذہنوں اور سینوں میں جمع کرنا، یعنی اسے زبانی یاد کر لینا۔[31] صدرِ اسلام میں قرآن کے حافظوں کو "جماع القرآن" کہا جاتا تھا۔ ابن الندیم نے اپنی کتاب الفہرست میں "جماع القرآن" کے عنوان کے تحت کئی حفاظِ قرآن کے نام ذکر کیے ہیں۔

دوسرا معنی: قرآن کی تدوین اور تحریر۔

قرآن مجید کے جمع سے متعلق مباحث میں "جمع" کا یہی دوسرا معنی مراد لیا جاتا ہے، اور یہی وہ امر ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات خلط اور غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے۔

بہت سے علما نے جمعِ قرآن کے موضوع پر تحقیق کی ہے اور اس حوالے سے مختلف نتائج اور نظریات پیش کیے ہیں، جن میں بعض نے اس عمل کی تردید کی ہے اور بعض نے اسے ثابت کیا ہے۔

جمع قرآن سے متعلق آراء

قرآن مجید کے جمع سے متعلق مختلف نظریات پیش کیے گئے ہیں، جن میں سے اہم ترین درج ذیل ہیں:

1. قرآن کریم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہی ان کے حکم سے جمع کیا گیا تھا۔
2. قرآن نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد، حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں جمع کیا گیا، جب اسے ایک مصحف میں مرتب کیا گیا، جبکہ اس سے پہلے وہ مختلف اوراق میں موجود تھا۔
3. قرآن کی جمع وتدوین کا عمل حضرت عثمانؓ کے دور میں مکمل ہوا۔[32]

یہ بات معروف اور مشہور ہے کہ قرآن نبی کریم ﷺ کے عہد میں مختلف صحیفوں میں لکھا جا چکا تھا۔ اس لیے یہ کہنا درست نہیں کہ قرآن صرف متفرق اوراق، ہڈیوں، چمڑے کے ٹکڑوں یا دیگر اشیاء پر منتشر شکل میں موجود تھا اور اسے کسی بھی صورت میں جمع نہیں کیا گیا تھا۔

ذیل میں ہم دونوں آراء کے دلائل پیش کریں گے، پھر ان کا تجزیہ اور تنقیدی مطالعہ کریں گے۔

عصر نبوی ﷺ میں جمعِ قرآن کے قائلین کے دلائل:

نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں قرآن کے جمع ہونے پر جو اہم دلائل پیش کیے جا سکتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

1۔ نبی اکرم ﷺ کے دور میں قرآن کی کتابت ضروری اور واضح امر تھا؛ کیونکہ قرآن اسلام کا معجزہ، اس کی دستاویز اور اس کی صداقت کی دلیل ہے۔

[31] الزرقاني، محمد عبد العظيم، مناهل العرفان، ج1 ، ص239۔

[32] الصغير، محمد حسين علي، تاريخ القرآن، ص65۔

کسی بھی اہم اور حساس معاملے میں غفلت برتنا نبی ﷺ کے مقام و مرتبے کے شایانِ شان نہیں ہے۔ نبی ﷺ کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اس بڑی ذمہ داری کو دوسروں کے سپرد کر دیں۔

مزید برآں، صرف سینوں میں قرآن کو محفوظ کرنے پر انحصار کرنا اس بات کی ضمانت فراہم نہیں کرتا کہ یہ آسمانی کتاب ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رہے، کیونکہ کم از کم نسیان (بھول جانے) کی بنا پر اس میں تبدیلی کا خدشہ رہتا ہے۔

اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے بعض صحابہ کرامؓ کو قرآن کے لکھنے کے لیے منتخب فرمایا اور خود ان کے کام کی نگرانی فرماتے تھے۔

2۔ بہت سی روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ہی لکھا جا چکا تھا۔ اس کی ایک دلیل حدیثِ ثقلین میں مذکور لفظ "الکتاب" (کتاب) ہے، جو شیعہ اور سنی روایات میں تواتر کے ساتھ نقل ہوئی ہے۔ اس حدیث کے دو نمونے درج ذیل ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إني تارك فيكم ما إن تمسكتم به لن تضلوا بعدي، احدهما اعظم من الآخر، كتاب الله حبل ممدود من السماء إلى الارض، وعترتي اهل بيتي , ولن يتفرقا حتى يردا علي الحوض، فانظروا كيف تخلفوني فيهما"[33] میں تم میں ایسی چیز چھوڑنے والا ہوں کہ اگر تم اسے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے: ان میں سے ایک دوسرے سے بڑی ہے اور وہ اللہ کی کتاب ہے گویا وہ ایک رسی ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے، اور دوسری میری «عترت» یعنی میرے اہل بیت ہیں یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے، یہاں تک کہ یہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے، تو تم دیکھ لو کہ ان دونوں کے سلسلہ میں تم میری کیسی جانشینی کر رہے ہو"

حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إني تارك فيكم الثقلين، أحدهما أكبر من الآخر: كتاب الله وعترتي أهل بيتي"[34]. میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ان میں سے ایک دوسرے سے بڑی ہے: اللہ کی کتاب اور میری عترت، یعنی میرے اہلِ بیت۔

یہ احادیث واضح طور پر اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ قرآن نبی اکرم ﷺ کے عہد میں جمع ہو چکا تھا، کیونکہ "الکتاب" (کتاب) کا اطلاق متفرق اوراق پر نہیں ہوتا، بلکہ اس پر ہوتا ہے جو مرتب اور مدوّن شکل میں موجود ہو۔

مزید یہ کہ بعض دیگر روایات میں صراحت کے ساتھ قرآن کے نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں جمع ہونے کا ذکر ہے، جیسا کہ:

قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا:

"من جمع القرآن على عهد رسول الله قال: أربعة كلهم من الأنصار: أبيّ بن كعب، معاذ بن جبل، زيد بن ثابت، وأبو زيد"[35]. نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں قرآن کو کس نے جمع کیا؟" تو انہوں نے جواب دیا: "چار افراد، اور یہ سب انصار میں سے تھے: اُبیّ بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت، اور ابو زید۔

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

[33] ترمذی ، سنن ترمذی ، کتاب المناقب ، باب مناقب اہل البیت ، حدیث:3788۔

[34] السيد شرف الدين، عبد الحسين، المراجعات، ص264؛ أبو الحسن مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، ج4،ص، 1873۔؛ أحمد بن حنبل، مسند أحمد، ج5 ، ص182 ؛ الحاكم ، المستدرك، ج 3،ص109۔

[35] الزركشي، بدر الدين، البرهان، ج1،ص241۔

"إنا كنا عند رسول الله نؤلف القرآن من الرقاع"[36]۔ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس قرآن کو مختلف رقعات (چمڑے، ہڈیوں اور پتوں کے ٹکڑوں) سے مرتب کر رہے تھے۔"

یہاں "تالیف" (مرتب کرنا) کا لفظ نہ صرف جمع (اکٹھا کرنے) پر دلالت کرتا ہے، بلکہ اس میں ترتیب اور تنظیم کا مفہوم بھی شامل ہے، جو اس بات کو مزید تقویت دیتا ہے کہ قرآن نبی اکرم ﷺ کے دور میں ہی منظم طریقے سے لکھا جا چکا تھا۔

3۔ سورہ الحمد (الفاتحہ) کے معروف اور مشہور ناموں میں سے ایک "فاتحۃ الکتاب" ہے۔ اگر قرآن نبی اکرم ﷺ کے عہد میں جمع نہ ہوا ہوتا، تو اس سورہ کو یہ نام کیوں دیا جاتا؟

یہ بات واضح ہے کہ سورہ فاتحہ نزولی ترتیب میں پہلی سورت نہیں ہے، کیونکہ قرآن کی پہلی نازل شدہ آیات "اقرأ باسم ربك الذي خلق" (سورۃ العلق) کی ابتدائی آیات تھیں۔ اس کے باوجود، سورہ الحمد کو "فاتحۃ الکتاب" کا نام دینا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کسی مکمل اور مرتب مصحف کی پہلی سورت کے طور پر رکھی گئی تھی، اور اسی مناسبت سے اسے یہ نام دیا گیا۔

4۔ مزید برآں، نبی اکرم ﷺ کے عہد میں قرآن کی تعلیم دی جاتی تھی، اور بہت سے صحابہ اس کی حفاظت، یادداشت اور تکرار میں مشغول رہتے تھے۔ حفاظِ قرآن کی موجودگی اس بات کی مضبوط دلیل ہے کہ قرآن نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ہی جمع ہو چکا تھا، کیونکہ اگر قرآن منتشر شکل میں ہوتا، تو اسے حفظ کرنا اور اس کی تعلیم دینا اس قدر منظم طریقے سے ممکن نہ ہوتا۔

جدید محققین (Rabia & Sadia 2020) نے بھی نولدیکے اور دیگر مستشرقین کے اس دعوے کو رد کیا ہے کہ قرآن محض oral transmission کے ذریعے محفوظ رہا، اور اس بات پر زور دیا ہے کہ قرآن کا تحریری ریکارڈ نبی اکرم ﷺ کی نگرانی میں مرتب ہوتا رہا۔ مزید یہ کہ حدیثِ ثقلین میں مذکور لفظ "الکتاب" اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ قرآن ایک مرتب اور مدون شکل میں موجود تھا، کیونکہ "کتاب" کا اطلاق بکھرے ہوئے اوراق پر نہیں ہوتا۔ یہی نکتہ Naheed (2025) نے واضح کیا کہ نولدیکے نے قرآن کے تحریری پہلو کو نظرانداز کیا اور اس کے جمع ہونے کو بعد کے سیاسی عوامل سے جوڑ دیا، حالانکہ تاریخی روایات اس بات پر متفق ہیں کہ نبی ﷺ کے دور میں کتابتِ قرآن ہو رہی تھی۔ نیز انس بن مالکؓ کی روایت کے مطابق چار انصاری صحابہ: اُبیّ بن کعبؓ، معاذ بن جبلؓ، زید بن ثابتؓ اور ابو زیدؓ، نے قرآن کو جمع کیا، جبکہ زید بن ثابتؓ کا قول "إنا كنا عند رسول الله نؤلف القرآن من الرقاع" اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ قرآن محض جمع ہی نہیں بلکہ ترتیب اور تنظیم کے ساتھ مرتب کیا جا رہا تھا۔ سورۂ فاتحہ کا نام "فاتحۃ الکتاب" ہونا بھی اس حقیقت کو مزید تقویت دیتا ہے کہ قرآن کو کتابی شکل میں دیکھا اور پڑھا جاتا تھا۔ اسی طرح حفاظِ قرآن کی کثرت اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ایک منظم اور مرتب متن تھا، جسے یاد کرنا اور سکھانا ممکن ہو رہا تھا۔

عصر نبوی ﷺ کے بعد جمع قرآن کے قائلین کے دلائل:

قرآن کے نبی اکرم ﷺ کے دور میں جمع ہونے کے مخالفین نے بھی چند شواہد اور دلائل پیش کیے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

1۔ زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

"قُبض النبي ولم يكن القرآن جُمع، وإنما كان في الكرانيف والعسب"[37]. نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا، اور اس وقت تک قرآن جمع نہیں ہوا تھا، بلکہ وہ مختلف کرانیف (کھجور کے پتوں)، عسب (کھجور کی ٹہنیوں) اور دیگر اشیاء پر لکھا ہوا تھا۔"

[36] السيوطي، الاتقان، ج1 ، ص99۔

[37] الطبري، تفسير الطبري، ج1 ، ص63۔

2۔ نزولِ وحی کا تسلسل اور ناسخ و منسوخ کا امکان:

نبی اکرم ﷺ اپنی حیاتِ طیبہ کے آخری لمحات تک اس بات کے منتظر تھے کہ مزید وحی نازل ہو سکتی ہے۔ چونکہ قرآن کی بعض آیات ناسخ اور بعض منسوخ ہوتی تھیں، اس لیے نبی اکرم ﷺ کو ایک مکمل مصحف کی ترتیب و تدوین کا حکم دینے کا موقع نہ مل سکا۔ جب تک نزولِ وحی کا امکان باقی تھا، اس وقت تک قرآن کو کسی حتمی ترتیب میں جمع کرنا ممکن نہ تھا، کیونکہ نئی نازل ہونے والی آیات بعض پرانی آیات میں تبدیلی یا ان کی وضاحت کا سبب بن سکتی تھیں۔

3۔ حضرت علیؑ کے جمعِ قرآن کی روایت:

علی بن ابراہیم، ابو بکر حضرمی کے واسطے سے امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

"يا علي إنّ القرآن خلف فراشي في الصحف والحرير والقراطيس؛ فخذوه واجمعوه ولا تضيّعوه كما ضيّعت اليهود التوراة"[38]۔ اے علی! قرآن میرے بستر کے پیچھے صحیفوں، ریشمی کپڑوں اور قرطاسوں (کاغذ کے ٹکڑوں) میں رکھا ہے، اسے لے لو اور جمع کر لو، اور اسے اس طرح ضائع نہ کرنا جس طرح یہود نے تورات کو ضائع کر دیا تھا۔"

جمعِ قرآن سے متعلقہ ابحاث کا ماحصل:

لفظ "الجمع" (جمع کرنا) کو لغت اور اصطلاح میں مختلف معانی میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس بحث میں، جمعِ قرآن کے حامی اور مخالفین میں سے ہر ایک نے اس اصطلاح کے کسی نہ کسی معنی پر اپنی توجہ مرکوز کی ہے۔ اسی لیے، ہم سب سے پہلے "جمع" کے مختلف معانی پر روشنی ڈالیں گے اور پھر نتائج اخذ کریں گے۔

جمع بمعنٰی کسی چیز کے اجزاء کو ایک جگہ اکٹھا کرنا:

جیسے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُۥ وَقُرْءَانَهُۥ[39] (بے شک اس (قرآن) کو جمع کرنا اور اس کا پڑھوانا ہمارے ذمے ہے)۔[40]

جمع بمعنٰی آیات اور سورتوں کا حفظ:

نزولِ قرآن کے وقت صحابہ کرامؓ اس عمل کو بہت اہمیت دیتے تھے، اور جو لوگ قرآن کو حفظ کرتے تھے انہیں "جماع القرآن" کہا جاتا تھا۔ اس معنی میں قرآن کا جمع ہونا نبی اکرم ﷺ کے دور میں ہی ہوا۔

جمع بمعنٰی قرآن کی کتابت:

قرآن کو پتھروں، اونٹ کی ہڈیوں اور دیگر اشیاء پر لکھا جاتا تھا، اور صحابہ انہیں محفوظ رکھتے تھے۔ اس معنی میں بھی قرآن کا جمع ہونا نبی اکرم ﷺ کے عہد میں ہی ہوا۔ تاہم، سوال یہ ہے کہ آیا کسی سورت کی تمام آیات کو ایک ساتھ لکھا جاتا تھا، یا سورتوں کو ترتیب وار یکجا کیا گیا تھا، یا کسی آیت کے الفاظ کو مکمل ترتیب میں لکھا گیا تھا؟

صحیح بات یہ ہے کہ ہر آیت کے الفاظ کی ترتیب اور آیات کی سورتوں میں ترتیب نبی اکرم ﷺ کے عہد میں ہی مکمل ہوئی اور آپ کے حکم و نگرانی میں انجام پائی۔

---

[38] الزنجاني، أبو عبد الله، تاريخ القرآن، ص44؛ المجلسي، محمد باقر، بحار الأنوار، ج9، ص80۔

[39] القيامة:17۔

[40] الراغب الإصفهاني، المفردات، مادة: (جمع)

جمع بمعنیٰ مختلف قراءات کو یکجا کرنا:

یہ کام حضرت عثمانؓ کے دور سے منسوب ہے، جب انہوں نے قرآن کو ایک مستند قراءات پر متفقہ طور پر مرتب کروایا۔

جمع بمعنیٰ قرآن کی موجودہ شکل میں ترتیب:

یہ کام نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد مکمل ہوا۔

جمع بمعنیٰ قرآن کو ایک مصحف میں یکجا کرنا:

تاریخی روایات کے مطابق، یہ عمل رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد انجام پایا۔

مندرجہ بالا نکات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ قرآن کے جمع ہونے کے مختلف مراحل تھے۔ جہاں تک آیات اور سورتوں کے ترتیب وار جمع ہونے کا تعلق ہے، یہ کام نبی اکرم ﷺ کے عہد میں ہی ہوا تھا، لیکن قرآن کی موجودہ ترتیب، یعنی جس شکل میں آج ہم اسے دیکھتے ہیں، وہ بعد میں مرتب ہوئی۔

کتابت قرآن کی کیفیت:

محققین نے تاریخِ قرآن میں قرآن کی کتابت کے عمل کو مختلف مراحل میں تقسیم کیا ہے۔

یہ کتابت نبی اکرم ﷺ کے عہد میں آپ کے حکم اور نگرانی میں ہوئی۔ وحی لکھنے والے صحابہ ہر سورہ کی آیات کو نزول کے فوراً بعد نبی اکرم ﷺ کی مکمل نگرانی میں تحریر کرتے، اور اپنی طرف سے کسی بھی قسم کی ذاتی رائے یا تبدیلی شامل نہیں کرتے تھے۔

صحابہ یہ جانتے تھے کہ پچھلی سورہ مکمل ہو چکی ہے اور نئی سورہ شروع ہو رہی ہے، کیونکہ اس کی علامت "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کا نزول ہوتا تھا۔

اس بات کی تائید بعض روایات سے بھی ہوتی ہے، جن میں سے ایک یہ ہے کہ امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں:

"كان يُعرف انقضاء سورة بنزول (بسم الله الرحمن الرحيم) ابتداءً لأخرى"[41]۔سورہ کے ختم ہونے اور دوسری کے شروع ہونے کا علم 'بسم اللہ الرحمن الرحیم' کے نزول سے ہوتا تھا۔

ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں:

"كان النبي يعرف فصل سورة بنزول بسم الله الرحمن الرحيم؛ فيعرف أنّ السورة قد ختمت، وابتدأت سورة أخرى"[42]۔نبی اکرم ﷺ کو سورہ کے خاتمے اور دوسری کے آغاز کا علم 'بسم اللہ الرحمن الرحیم' کے نزول سے ہو جاتا تھا۔"

بسا اوقات بعض آیات نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوتیں، اور آپ کسی مصلحت اور حکمت کے تحت انہیں پہلے سے نازل شدہ کسی سورہ میں شامل کرنے کا حکم دیتے۔ چنانچہ آپ وحی لکھنے والے صحابہ کو واضح اور صریح حکم دیتے کہ ان آیات کو مخصوص مقام پر درج کریں۔ تاہم، یہ بہت کم مواقع پر ہوتا تھا اور ہمیشہ نبی اکرم ﷺ کے حکم پر مبنی ہوتا تھا۔

اس قسم کی کتابت کی طرف بعض روایات نے اشارہ کیا ہے، ان میں سے چند یہ ہیں:

عثمان بن أبي العاصؓ بیان کرتے ہیں:

---

[41] العلامة الطباطبائي، محمد حسين، الميزان، ج12، ص127۔

[42] ابو داؤد، سنن ابو داؤد، ابواب تفريع استفتاح الصلوٰة، باب من جهر بها، حديث:788۔

"كنت جالساً عند رسول الله---- ثمّ قال: أتاني جبرئيل فأمرني أن أضع هذه الآية في هذا الموضع من هذه السورة ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ﴾[43] فجعلت في سورة النحل بين آيات الاستشهاد وآيات العهد"[44]۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا... پھر آپ نے فرمایا: ابھی جبرائیل میرے پاس آئے اور مجھے حکم دیا کہ اس آیت کو اس سورہ میں اس مقام پر رکھوں: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ﴾ چنانچہ میں نے اسے سورہ نحل میں آیاتِ استشہاد اور آیاتِ عہد کے درمیان رکھا۔

ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں:

"كان رسول الله يأتي عليه زمان وهو ينزل عليه السور ذوات العدد، فكان إذا نزل عليه الشيء دعا بعض من يكتب فيقول: ضعوا هذه الآيات في السورة التي يُذكر فيها كذا وكذا"[45]۔ کبھی ایسا ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ پر ایک ہی وقت میں کئی آیات نازل ہوتیں، تو جب کوئی نئی آیت آتی تو آپ کسی کاتب کو بلا کر فرماتے: 'اس آیت کو اس سورہ میں رکھو، جس میں فلاں موضوع کا ذکر ہے۔

ایک اور مثال وہ آیت ہے جو ایک طویل مدت کے بعد نبی اکرم ﷺ کے حکم سے سورہ بقرہ میں رکھی گئی:

"وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللهِ"[46]

یہ مشہور روایت کے مطابق آخری آیت ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی، اور جبرائیل نے نبی اکرم ﷺ کو اسے سورہ بقرہ میں رکھنے کا حکم دیا۔

اگر ہم بعض قرآنی سورتوں پر غور کریں، تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ بعض آیات کی ترتیب طبیعی (تاریخی لحاظ سے متسلسل) نہیں ہے، اور ایسی کوئی واضح دلیل نہیں ملتی جو اس ترتیب کو نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کرے۔

علماء نے ایسی سورتوں میں سورۃ الممتحنہ کو بھی شمار کیا ہے، کیونکہ:

پہلی نو آیات ہجرت کے آٹھویں سال نازل ہوئیں۔

دسویں اور گیارہویں آیات ہجرت کے چھٹے سال کی ہیں۔

بارہویں آیت بیعتِ نساء سے متعلق ہے، جو ہجرت کے نویں سال پیش آئی۔

یہ تاریخی ترتیب یہ ظاہر کرتی ہے کہ بعض سورتوں میں آیات کی ترتیب نزول کے مطابق نہیں رکھی گئی، بلکہ کسی اور حکمت کے تحت ترتیب دی گئی ہے۔

نتائج:

1. تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ قرآن کے جمع کے بارے میں نولدیکے کی رائے جزوی اور ناقص ہے، کیونکہ انہوں نے عہدِ نبوی ﷺ میں کتابتِ قرآن کے مضبوط شواہد کو نظر انداز کر دیا۔

---

[43] النحل:90۔

[44] السيوطي، الاتقان،ج1 ، ص190؛ العلامة الطباطبائي، محمد حسين، الميزان،ج12،ص127۔

[45] اليعقوبي، أحمد بن واضح، تاريخ اليعقوبي، ج2 ، ص36؛ السيوطي، الاتقان،1ج، ص190۔

[46] البقرة:281۔

2. تاریخی وحدیثی روایات واضح کرتی ہیں کہ قرآن کی کتابت وحی کے نزول کے ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ کی براہِ راست نگرانی میں انجام پاتی رہی، اور کاتبینِ وحی نے کسی قسم کی ذاتی رائے شامل کیے بغیر اسے محفوظ کیا۔

3. نولدیکے نے قرآن کے جمع کو صرف بعد از وفاتِ رسول ﷺ سے منسوب کیا، حالانکہ شواہد یہ بتاتے ہیں کہ ابتدائی جمع عہدِ نبوی ﷺ میں ہوا اور خلافتِ ابو بکر و عثمان کے ادوار میں اس کی تکمیل و یکسانیت کا مرحلہ پیش آیا۔

4. حضرت علیؓ کی طرف منسوب جمعِ قرآن دراصل تفسیری و تاویلی نوعیت کی تھی، جسے فرقہ وارانہ نسبت کی بنیاد پر رد کرنا غیر علمی رویہ ہے۔

5. "الکتاب" کا اطلاق حدیثِ ثقلین اور دیگر نصوص میں ایک مدون اور مرتب متن پر ہوتا ہے، نہ کہ منتشر اوراق پر، جو اس بات کو تقویت دیتا ہے کہ قرآن نبی اکرم ﷺ کے دور ہی میں منظم شکل میں موجود تھا۔

6. زید بن ثابت اور دیگر صحابہ کے بیانات سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ قرآن نہ صرف لکھا جا رہا تھا بلکہ ترتیب کے ساتھ "تالیف" کی صورت میں جمع بھی کیا جا رہا تھا۔

7. سورتوں اور آیات کی ترتیب نزولی اعتبار سے ہر جگہ یکساں نہیں ہے، بلکہ وحی کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے بعض آیات کو مخصوص مقامات پر درج کروایا، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ترتیبِ قرآن بھی نبوی رہنمائی کا نتیجہ ہے۔

8. بعض روایات جیسے سورہ فاتحہ کو "فاتحۃ الکتاب" کہنا اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ قرآن اُس وقت ایک مکمل اور مدون کتاب کی حیثیت اختیار کر چکا تھا، جس میں اس سورہ کو افتتاحیہ مقام دیا گیا تھا۔

9. حفاظِ قرآن کی بڑی تعداد اور تعلیمِ قرآن کا منظم نظام اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ قرآن ایک مربوط اور جامع شکل میں موجود تھا، ورنہ حفظ و تعلیم اس قدر منظم انداز میں ممکن نہ ہوتی۔

10. جدید محققین (2020–2025) کی تحقیقات نے واضح کیا ہے کہ قرآن کے جمع و تدوین کا عمل ایک تاریخی تسلسل کے ساتھ عہد نبوی سے خلافتِ راشدہ تک جاری رہا، اور اسے صرف بعد ازاں کی سرگرمی سمجھنا علمی طور پر درست نہیں۔

11. نولدیکے اور بعض دیگر مستشرقین کی آراء کا تجزیہ کرنے سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ ان کے مناہج میں اسلامی مصادر کی جامعیت اور امت کے عملی تعامل کو نظر انداز کرنے کا رجحان غالب رہا، جس نے ان کے نتائج کو کمزور کر دیا۔